محمد ذکوان ندوی

علم و معرفت کا معیار

فلسفۂ اخلاق کا ہمیشہ سے یہ ایک بنیادی سوال رہا ہے کہ علم و معرفت کو جانچنے کا معیار اور اُس کی اصل غایت و مقصد کیا ہے؟ اِس سوال کے مختلف جواب دیے گئے ہیں۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

تاہم غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی پر اسرار چیز نہیں۔ علم و معرفت کا معیار اور اُس کا مقصد انسانی شخصیت کی تعمیر ہے، یعنی ایمان واخلاق کے اعتبار سے آدمی کا تزکیہ و تطہیر۔

حقیقت یہ ہے کہ ایمان واخلاق کے بغیر علم و معرفت کا دعویٰ محض ایک ایسے کاغذی پیر ہن کے مانند ہے جو آزمایش کی طوفانی برسات میں آدمی کو پوری طرح برہنہ کر دیتا ہے۔

یہ آزمایش کیا ہے؟ یہ ہے — خدا کا خوف، انسان سے محبت، حسن اخلاق، عدل و انصاف، قیام بالقسط، اپنی ذات، اپنے گروہ اور اپنے مزعومات کے خلاف ہونے کے باوجود حق و صداقت کے سامنے آتے ہی اُس کے آگے جھک جانا (الّذين إذا أعطُوا الحقّ، قَبِلُوه)[1]۔

حقیقت یہ ہے کہ علم و معرفت کا تعلق براہ راست آدمی کی شخصیت (personality) سے ہے۔ یہ اگر آدمی کی شخصیت کا حصہ نہ بنے تو اِس کو ایک قسم کا ذہنی تعیش (intellectual luxury) یا عارفانہ وجد

۱۔ اِس روایت کے مزید الفاظ یہ ہیں: 'وإذا سُئلوه، بَذَلُوه؛ وحَكَمُوا لِلنّاس كحُكمِهم لأنفسهم'، ''جب اُن کے سامنے حق کو پیش کیا جائے تو وہ بلا تامل اُسے قبول کر لیں، جب اُن سے مانگا جائے تو وہ دیں اور لوگوں کے لیے وہ اُسی طرح فیصلہ کریں، جس طرح وہ اپنے لیے پسند کرتے ہیں'' (جامع المسانید والسنن، ابن کثیر، رقم ۲۵۵۹)۔

(spiritual ecstasy) تو کہا جا سکتا ہے، مگر وہ ہرگز کوئی ایسی چیز نہیں جو آدمی کے لیے نفسیاتی غذا ثابت ہو، جو اُس کی اصل شخصیت میں جوہری تبدیلی پیدا کرے، جو اُس کے لیے ایک مطلوب تعمیری جز کی حیثیت رکھتی ہو۔

اخلاقیات سے خالی معرفت کا تصور اسلام میں سرتاسر اجنبی ہے۔ اخلاق، ایمان کا لازمی تقاضا اور اُس کے ظہور ہی کا دوسرا نام ہے۔ ایمان اگر معرفت ہے تو حسن اخلاق عمل صالح، اور یہ ایک مبرہن حقیقت ہے کہ کسی آدمی کے ایمان و معرفت کی تصدیق عمل سے ہوتی ہے، نہ کہ محض زبان سے۔

(لکھنؤ، ۲۵/ اکتوبر ۲۰۱۹ء)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com